حضرت خواجہ گیسو دراز

مولانا اعجاز الحق قدوسی

دکن کی سرزمین جہاں اپنے اندر بے شمار صوری و مادی خصوصیات رکھتی ہے، وہاں معنوی اور روحانی فیوض و برکات سے بھی مالامال ہے، اس سرزمین میں کوہستان کے حیرت انگیز و دلکش مناظر نظر آتے ہیں، کہیں پرانے قلعے شاہان سلف کی عظمت یاد دلاتے ہیں، کہیں مساجد و معابد اپنے بنانے والوں کی عقیدت راسخہ کا مظہر ہیں، ولی و سراج جیسے شعر و سخن کے امام بھی یہیں ملیں گے اور اورنگ زیب عالمگیر جیسے پُرسطوت شہنشاہ کی خواب گاہ بھی یہیں نظر آئے گی۔ ایلورہ اور اجنتا کے غاروں سے پوچھئے کہ پتھر کو موم بنانے والے صناعوں کے دل و دماغ میں کیا قوت تھی، اور مذہب کی محبت کا کون سا جذبہ ان میں کارفرما تھا کہ جس کے تحت نہ جانے کتنی نسلوں نے اس صنعت کی تکمیل کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہوگا۔

اسی سرزمین میں سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کے جلیل القدر صوفی و درویش حضرت خواجہ گیسو دراز آرام فرما ہیں، جن کی ملکوتی شخصیت دکن کے لئے آفتاب اور سارے ہند و پاک کے لئے ماہتاب ہے۔

حضرت خواجہ گیسو دراز کی ولادت باسعادت ۴/ رجب ۷۲۱ھ کو دہلی میں ہوئی، آپ کے والد کا اسم گرامی سید یوسف حسینی، اور عرف سید راجا تھا، آپ کی والدہ کا نام بی بی رانی تھا، آپ کے والد کا سلسلۂ نسب بائیس واسطوں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ خواجہ گیسو دراز کا اسم گرامی محمد، کنیت ابو الفتح، اور لقب صدر الدین ولی الاکبر الصادق ہے لیکن سرزمین دکن میں آپ خواجۂ بندہ نواز گیسو دراز کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آٹھویں صدی ہجری کے شروع میں دکن کی سرزمین کا مقدر چمکا، اس زمانے میں ہندوستان میں محمد تغلق کی حکومت تھی، ممالک دکن پر مستقل قبضہ رکھنے کے لئے اسے یہ تدبیر سوجھی کہ دیوگری کو پایۂ تخت بنایا جائے چنانچہ اس نے وہاں ایک نیا شہر تعمیر کیا، اور اس نئے شہر کا نام دولت آباد رکھا، دکن میں مسلمانوں کو آباد کرنے کی ایک تدبیر اس کے ذہن میں یہ آئی کہ دہلی کی آبادی کو دولت آباد میں منتقل کیا جائے اس نے عمائدین و امرائے دہلی سے قیمتیں دے کر ان کے مکانات و جائدادیں خرید لیں، پھر حکم دیا کہ وہ سب جاکر دولت آباد میں آباد ہوں، اس حکم پر سب سے پہلے خود محمد تغلق کی ماں مخدومہ جہاں نے عمل کیا اور وہ اپنے ہمراہ اپنے متوسلین اور بہت سے درویشوں کو لے کر دولت آباد چلی گئیں۔ دہلی سے علماء و فضلا اور اہل اللہ کی ایک جماعت بھی دولت آباد منتقل ہوئی، اہل اللہ کی اس جماعت کے ساتھ حضرت خواجہ گیسو دراز کے والد حضرت سید یوسف حسینی بھی دولت آباد تشریف لائے، اسی جماعت میں حضرت خواجہ برہان الدین غریب بھی آئے، اسی جماعت کے ساتھ حضرت امیر حسن علاء السنجری جو ایک اہل دل شاعر تھے تشریف لائے، اہل اللہ کا یہ کارواں رمضان ۷۲۸ھ کو روانہ ہوا، اور پورے نو ماہ بعد یعنی ۱۷ محرم ۷۲۹ھ کو دولت آباد پہنچا۔

حضرت خواجہ گیسو دراز کے والد محترم نے دولت آباد کے شمالی جانب بالائے کوہ اس مقام پر قیام فرمایا جو اب روضۂ خلد آباد کے نام سے مشہور ہے۔

بچپن ہی سے حضرت خواجہ گیسو دراز کی پیشانی معرفت الٰہی کے انوار اور عشق رسول کی تابانی سے منور نظر آتی تھی، دولت آباد کے ایک مشہور اہل دل نے حضرت خواجہ گیسو دراز کو آپ کے والد محترم کے ساتھ دیکھا تو کہا یہ بچہ ریاضِ ولایت کا وہ خوش رنگ پھول ہے، جس کی مہک ایمان و عمل کی وادیوں کو ہمیشہ مہکائے گی۔ زمانہ طفلی کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کے مشہور سوانح نگار محمد علی سامانی اپنی کتاب سیر محمدی میں لکھتے ہیں کہ آٹھ سال کی عمر سے آپ کو وہ نماز اور دوسرے دینی امور میں غیر معمولی شغف تھا یہاں تک کہ چھوٹے بچے اس سے متاثر ہوتے اور آپ کے گرد جمع ہو جاتے۔

آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے والد محترم سید یوسف حسینی نے فرمائی، ان کے بعد اس

گوہرِ ولایت کو جن بزرگوں نے علوم ظاہری سے تاباں و مزّین بنایا، ان میں سید شرف الدین کیتھلی مولانا تاج الدین بہادر، آپ کے نانا اور قاضی عبدالمقتدر مشہور ہیں۔ علمی فضل و کمال کی شہادت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ اس عظیم المرتبت شیخ نے ایک سو پانچ سال کی عمر پائی اور آپ کی تصانیف کی تعداد بھی (۱۰۵) ہے۔

زمانۂ تعلیم میں حضرت خواجہ گیسودراز اپنے والد محترم اور اپنے بزرگ نانا سے حضرت خواجہ نصیرالدین چراغ دہلی کے تذکرے سنا کرتے تھے، ذکر نے عشق کی صورت اختیار کی، اور ان مقدس تذکروں نے حضرت خواجہ گیسودراز کے قلب میں حضرت چراغ دہلی کی محبت کا چراغ روشن کردیا۔ اتفاقاً اسی زمانے میں حضرت خواجہ گیسودراز کی والدہ اور آپ کے ماموں سید ابراہیم مستوفی میں جو دولت آباد کے صوبہ دار تھے، کچھ شکر رنجی ہوگئی، جس سے وہ اس قدر دل برداشتہ ہوئیں کہ وہ حضرت خواجہ گیسودراز اور آپ کے بڑے بھائی حضرت سید حسین عرف سید چندن حسینی کو ہمراہ لے کر دہلی چلی آئیں۔ دلی میں سب سے پہلے حضرت خواجہ گیسودراز نے سلطان قطب الدین کی جامع مسجد میں خاندان چشتیہ نظامیہ کے اس آفتاب ولایت کو دیکھا جس کی ضیا باریوں نے دولت آباد کی وادیوں میں آپ کے سینے میں محبت کا چراغ روشن کیا تھا۔ آنکھوں نے جمال جہاں آرا دیکھا تو وارفتگی اور بڑھی، دوسرے دن ۷۳۶ھ کو اپنے بڑے بھائی سید چندن حسینی کو ہمراہ لے کر آپ حضرت چراغ دہلی کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ کے ہاتھ پر دونوں بھائیوں نے بیعت کی، اس وقت آپ کی عمر سولہ سال کی تھی۔

اپنے شیخ کی خدمت میں رہ کر جو ریاضتیں اور مجاہدے آپ نے کئے اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ "جوامع الکلم" یعنی جو حضرت خواجہ گیسودراز کے ملفوظات کا مجموعہ ہے کہ ایک روز میرے شیخ نے مجھ سے پوچھا کہ صبح کی نماز کے لئے جو وضو کرتے ہو، وہ طلوع آفتاب کے بعد باقی رہتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں، فرمایا کہ مناسب یہ ہے کہ اسی وضو سے دوگانہ اشراق پڑھ لیا کرو جب میں نے اس کی پابندی کی تو فرمایا اگر چاشت کی نماز کی چار رکعتیں اور بڑھا لو تو چاشت کی نماز بھی ہوجایا کرے گی حضرت خواجہ گیسودراز فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ رجب کے روزے رکھا کرتا تھا، آپ کو معلوم ہوا تو

ارشاد فرمایا کیا تم رجب کے روزے رکھا کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، فرمایا کیا شعبان میں بھی روزے رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا صرف نو روز فرمایا اگر شعبان میں اکیس روز کے روزے بڑھالو تو تمہارے تین ماہ کے روزے ہوجائیں گے، خواجہ گیسو دراز فرماتے ہیں کہ میں رمضان کے بعد شش عید کے روزے رکھا کرتا تھا ایک روز قدم بوسی کی سعادت حاصل کرنے حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا ہمارے بزرگ صوم دوام رکھتے تھے تم بھی صوم دوام رکھا کرو،

کبھی کبھی حضرت خواجہ گیسو دراز غلبۂ حال سے مجبور ہوکر آپ سے عرض کرتے کہ میں علوم ظاہری کے سلسلے کو ترک کرکے تمام تر اشغال باطنی میں مشغول ہونا چاہتا ہوں، ارشاد فرماتے ہرگز نہیں، سلسلۂ درس کو تمام کرو، ہمیں تم سے بہت سے کام لینے ہیں۔

حضرت خواجہ گیسو دراز کے علوئے مرتبت اور جلالتِ شان کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جب کبھی آپ اپنی واردات و واقعات کو اپنے شیخ کے سامنے پیش کرتے، تو آپ کے شیخ ارشاد فرماتے کہ ستر برس کے بعد ایک لڑکے نے مجھ میں شوریدگی پیدا کر دی ہے، اور گذشتہ زمانے کی یاد تازہ کر دی ہے، انتہا یہ ہے کہ ایک روز خود آپ کے شیخ حضرت چراغ دہلی آپ کے حجرے میں تشریف لائے، آپ کو نذر دی، اس واقعہ کے بعد سے آپ کی غیر معمولی شہرت ہوئی اور اہل اللہ کی زبان پر تھا کہ شیخ محمد حسینی کو جوانی ہی میں پیران واصل اور مقتدیانِ کامل کا درجہ حاصل ہے۔

۱۵ رمضان ۷۵۷ھ کو آپ کے شیخ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی بیمار ہوئے بعض لوگوں نے خلیفہ کے انتخاب کے سلسلے میں کچھ عرض کیا تو ارشاد فرمایا کہ جن کو تم خلافت کا اہل سمجھتے ہو، ان کی ایک فہرست مرتب کرکے لاؤ، مولانا زین الدین نے باہمی مشورے کے بعد ناموں کی ایک فہرست پیش کی جس میں حضرت خواجہ گیسو دراز کا نام نہ تھا، آپ نے اس فہرست کو دیکھا تو فرمایا یہ کیا ڈھیلے پتھر باندھ لائے ہو۔ ان سے کہو کہ اپنے ایمان کی فکر کریں، مولانا زین الدین نے اس سے بھی زیادہ مختصر اور منتخب فہرست پیش کی، حضرت شیخ نے فرمایا اس فہرست کو پڑھو، جب اس میں بھی حضرت خواجہ گیسو دراز کا نام نہ آیا، تو فرمایا سید محمد کا نام تم نے نہیں لکھا، مولانا زین الدین کانپنے لگے، اور

فہرست میں حضرت خواجہ گیسو دراز کا نام لکھ کر پیش کیا، حضرت چراغ دہلی نے اس نام پر اپنے قلم سے صاد فرمایا، اور آپ کو اپنی خلافت و جانشینی سے سرفراز فرمایا۔

۱۸ رمضان ۷۵۷ھ کو حضرت چراغ دہلی واصل الی اللہ ہوئے، آپ کی وفات کے تیسرے روز حضرت خواجہ گیسو دراز مسند آرائے رشد و ہدایت ہوئے، اور طالبان حق کو تلقین و ارشاد فرمانے لگے۔ عارف باللہ حضرت خواجہ گیسو دراز کے سرچشمۂ فیضان سے چالیس سال تک دہلی میں مخلوق خدا مستفید ہوتی رہی۔ سنہ ۸۰۱ھ میں ساتویں ربیع الاول کو آپ نے پیشگوئی فرمائی کہ دلی پر ایک بہت بڑی مصیبت نازل ہونے والی ہے، لوگوں سے فرماتے تھے کہیں دور نکل جاؤ، چنانچہ آپ بھی اپنے خاندان کے ساتھ راہی دولت آباد ہوئے، آپ کی روانگی کے کچھ دن بعد دہلی تیموری حملے سے تباہ و برباد ہوئی۔

دولت آباد میں آپ نے روضۂ خلد آباد میں قیام فرمایا، اور ذکر الٰہی میں مشغول ہوگئے، دکن میں اس وقت فیروز شاہ بہمنی سریر آرائے سلطنت تخت شاہی تھا، فیروز شاہ کو جب آپ کا دولت آباد آنا معلوم ہوا تو اس نے دولت آباد کے صوبہ دار عضد الملک کو حکم دیا کہ وہ اس کی طرف سے آپ کی خدمت میں نذر پیش کرے، اور احسن آباد گلبرگہ میں جو بہمنی بادشاہوں کا دار السلطنت تھا آپ سے قیام کی التجا کرے۔

غالباً ۸۱۵ھ میں یا اس سے کچھ قبل آپ گلبرگہ تشریف لائے، اور حضرت شیخ جنیدی اور شاہ سراج الدین کے روضۂ مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ گلبرگہ میں آپ کا قیام اس خانقاہ میں رہا جو قلعے کی پس پشت ہے، اس کے بعد وصال کے قریب آپ اس جگہ فروکش ہوئے جہاں آج آپ کا مزار پر انوار واقع ہے۔ گلبرگہ میں آپ تقریباً بائیس سال تک تالیف و تصنیف، ارشاد و تلقین اور اصلاح خلق میں اور اسلام کی اشاعت میں مصروف رہے۔

علم و فضل کے علاوہ آپ کو شاعری سے بھی ذوق تھا، فصاحت و بلاغت، معنویت اور اثر و تاثیر کے لحاظ سے آپ کا کلام فارسی ادب کی جان ہے، آپ کا مجموعہ کلام انیس العشاق شاعرانہ

قادرالکلامی اور رفعتِ فکری کا ایک دلکش مرقع ہے۔

اردو کے دامن کو جن صوفیائے کرام نے مرصع وزرنگار بنایا اور جن بزرگوں کے دامن عاطفت میں یہ زبان پھلی پھولی، ان میں حضرت خواجہ گیسو دراز کا نام نامی اور اسم گرامی ممتاز نظر آتا ہے آپ نے اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے بعض رسالے دکنی زبان میں لکھے، ان میں سے ایک رسالہ "معراج العاشقین" ہے۔

۱۶ ذیقعدہ ۸۲۵ھ کو دوشنبہ کے دن جب کہ آپ کی عمر ایک سو چار سال چار ماہ بارہ یوم کی تھی، آپ واصل باللہ ہوئے۔

مرد خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ
عشق ہے اصلِ حیات، موت ہے اس پر حرام

"سالکوں کے لئے تقلیلِ طعام ضروری ہے۔ اور جب وہ کھائیں تو ہر لقمہ کے ساتھ بسم اللہ کہیں، بلکہ سورۂ فاتحہ پڑھیں۔ جو چیز کھائیں، وہ بالکل حلال ہو، اپنی روزی کو حلال ثابت کرنے کے لئے کوئی تاویل نہ کریں۔ اگر کسی جگہ دعوت ہو اور اس میں وہ شرکت کریں، لیکن کھانے کا ارادہ نہ رکھتے ہوں یا تھوڑا ہی کھانا چاہتے ہوں، تو اس کو اپنے بیٹھنے کے طریقے سے ظاہر نہ ہونے دیں۔ اس سے تکبر کا اظہار ہوتا ہے.... روٹی کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے دسترخوان پر نہ چھوڑیں۔ یا تو پوری کھائیں یا آدھی۔ زیادہ سیر ہوکر کھانے کے بجائے کچھ بھوک باقی رہے، تو کھانا چھوڑ دیں۔ دعوت کے کھانے کی نہ زیادہ تعریف کریں اور نہ برائی بیان کریں۔ کھانے کے بعد مسلسل پانی نہ پییں لوگوں کے سامنے کھانے کے درمیان یا کھانے کے بعد ڈکار نہ لیں۔ مجلس میں خلال نہ کریں۔ میزبانوں کو اپنے مہمانوں کے سامنے زود ہضم کھانے پیش کرنے چاہئیں، لیکن مہمانوں کے سامنے جیسا بھی کھانا آئے اس کو دیکھ کر خوش ہوں...."

(تعلیمات حضرت سید محمد گیسو دراز ــــ ماخوذ از بزم صوفیہ)